زمانہ جاہلیت کی تاریکی میں حسن اخلاق کی یہ روشنی مختصر عرصے میں دین اسلام کی ترقی وکامرانی کا زبردست محرک بنا۔ ان خوش نصیبوں نے اپنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا وہ شاندار ریکارڈ قائم کیا' جس نے انہیں تمام تاریخ انسانیت میں **اعلیٰ ترین مقام** پر فائز کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس کامیابی پر یہ گولڈن ایوارڈ عطا فرمایا: "**خیر الناس قرنی، ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم**......" [بخاری الشهادات باب لا یشهد علی جور، مسلم باب فضل الصحابة عن عبدالله] "تمام انسانوں میں سے بہترین میرے زمانہ والے ہیں، پھر ان کے بعد والے، پھر ان کے بعد آنے والے بہتر ہیں......"

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کی دعوت کو اہل اسلام کے حسنِ اخلاق وبلندی کردار نے سب سے زیادہ فروغ دیا۔ نورِ نبوت سے فیضیاب ہونے والے خوش نصیبوں نے کتاب وسنت کا وہ عملی معیار دنیا کو دکھلا دیا' جس نے زمینوں سے پہلے دلوں اور ذہنوں کی سرزمین کو فتح کیا۔ یہی وہ گر ہے جس نے صحابہ کرام ﷺ، تابعین عظام اور تابع تابعین کو دعوتِ اسلام میں رسالت مآب ﷺ کا نائب وجانشین بنا دیا۔ ان جانشینوں نے اپنی اخلاقی طاقت سے فتوحات پر فتوحات حاصل کیں۔

ان بلند کردار داعیانِ دین کے فضائل کا کیا کہنا! رسول مقدس ﷺ کا ارشاد ہے: "**من سن فی الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من غیر أن ینقص من أجورهم شيء**......" [صحیح مسلم باب الحث علی الصدقة عن جریر] "جس نے دین اسلام میں کسی اچھی سنت کو رائج کیا، اس کے لیے اپنا ثواب ہے، اس کے علاوہ اس سنت پر جو بھی عمل کرے گا، ان تمام کا حاصل کردہ اجر وثواب بھی اس فروغ دینے والے کو حاصل ہوگا، ہاں اس عطا سے ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا جائے گا......"

آج امت اسلامیہ کے ہر مرد وزن کو چاہیے کہ اپنے اپنے اخلاق وکردار کی اصلاح کا فریضہ انجام دے اور اپنے اہل خانہ کو اسی اسلامی ڈگر پر چلانے کی بھرپور کوشش کرے۔

ایک دانا کی حکیمانہ نصیحت ہے: اپنے اخلاق کو اتنا بہتر کردو کہ دیکھنے والا بے اختیار پکار اٹھے:

"یہ ایک امتی کا اخلاق ہے' تو خود رسول ﷺ کے اخلاق کس قدر شاندار ہوں گے !!"

مساواتِ انسانی

عصبیت اسلام کی نظر میں

محمود احمد مفکر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ وہ ایک سایہ دار شجر کی مانند ہے، جس کے تلے آدمی سکونِ قلب اور شرحِ صدر سے زندگی بسر کرسکتا ہے۔ دین اسلام مساوات کا حامی اور ہر قسم کی عصبیت کا مخالف ہے۔ اس کی نظر میں وہی محبوب ہے جس کے خانہ دل میں تقویٰ شعاری کی شمع روشن ہو۔

یہ زبان اور رنگ ونسل کے قیود سے بالاتر ہوکر سب کو فوز وفلاح اور بھلائی کی دعوت دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے۔ وہ عدل گستری، صداقت شعاری، تواضع وفروتنی اور حق پرستی کی ترغیب دلاتا ہے۔ اور باطل پرستی سے منع کرتا ہے۔ اس کی دعوت کا مخاطب نہ صرف عرب' بلکہ پورا عالم انسانیت ہے۔

دین اسلام میں عصبیت پرستی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس کی شدید ترین مذمت کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے بموجب ساری دنیا ایک باپ یعنی آدم کی اولاد ہے۔ خواہ عربی ہوں یا عجمی، چینی ہوں یا امریکی، حبشی ہوں یا کشمیری؛ اسلام کی نظر میں معیارِ فضیلت سیرت وکردار کی پختگی اور تقویٰ شعاری ہے۔ رنگ ونسل اور دولت وفقر کی بنیاد پر کسی کو اعلیٰ اور کسی کو اسفل سمجھنا حماقت و جہالت ہے۔ اسلام ببانگ دہل اعلان کرتا ہے کہ اللہ نے تم کو مختلف اقوام اور قبائل میں تقسیم فرمایا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم میں سے کوئی اعلیٰ، معزز اور وجیہ ہے اور کوئی پست وحقیر؛ بلکہ اس طرح قبائل میں بانٹنے کا مقصد صرف تعارف ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾[الحجرات ۲۰] "اے انسانو! یقیناً ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا فرمایا ہے۔ اور ہم نے تمہیں اقوام اور قبائل میں بانٹ دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ تم سب میں سے اللہ پاک کے ہاں زیادہ معزز وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔"

نسلی امتیاز دیگر ادیانِ عالم میں ہوسکتا ہے؛ لیکن اللہ پاک کا آخری پسندیدہ دین "اسلام" اس سے بری و بیزار ہے۔ اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں۔ کسی کالے کو گورے پر، کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔

حجۃ الوداع کے تاریخ اجتماع سے آخری خطاب فرماتے ہوئے الصادق الامین رسول ﷺ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا: "**یامعشر قریش ! إن الله قد أذهب عنكم نخوة الجاهلية و تعظمها بالآباء، أيها الناس كلكم من آدم و آدم خلق من تراب**[معالم التنزيل للبغوی ولباب التنزيل للخازن فی تفسیر سورة النصر] "**لا فخر بالأنساب ولا فخر للعربی علیٰ العجمی ولا للعجمی علی العربی﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ﴾**[الحجرات، الدر المنثور عن ابن مردويه والبيهقی غن جابر بن عبدالله]

"**إن الله قد أذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء، الناس بنو آدم و آدم من تراب، مؤمن تقی وفاجر شقی، لينتهين أقوام يفتخرون برجال إنما هم فحم من فحم جهنم أو ليكونن أهون على الله من الجعلان التی تدفع النتن بأنفها**"[أبوداؤد باب التفاخر بالاحساب ح:٥١١٥، الترمذی فی فضل الشام واليمن وحسنه وحسنه الالبانی فی المشكاة٤٨٩٩] "اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا گھمنڈ اور باپ دادوں پر فخر کرنا حرام کردیا ہے۔ سنو! تم سبھی آدم کی اولاد ہو، آدم کی اصل مٹی سے ہے۔ سنو! سارے انسان دو ہی قسم کے ہیں: پرہیز گار مؤمن یا بد بخت فاجر۔ پس لوگو! باپ دادا پر فخر کرنا چھوڑنا پڑے گا یا وہ اللہ کے ہاں گوبر کے کیڑے سے بھی بے وقعت ہو جائیں گے، جو اپنی ناک سے گندگی کو دھکیلتا ہے۔"

مقام افسوس ہے کہ آج اہل اسلام نے قرآن وسنت کے نصوص کو نظر انداز کردیا ہے۔ اسلامی معاشروں میں بھی طبقاتی نظام اور ذات پات کی بنیاد پر لوگوں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی سید ہے تو اس کی سیرت وکردار کو بالائے طاق رکھ کر اس کے ساتھ خصوصی امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ بیشک سادات قابل احترام ہیں، بشرطیکہ ان میں اوصافِ تقویٰ وتدین موجود ہوں، بصورتِ دیگر ان میں اور عام لوگوں میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح عام معاشرے میں غریب آدمی کے ساتھ نہایت حقارت آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر عام مسلمان اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ ایک غریب ایماندار آدمی کروڑوں فاسق امیروں کی جماعت سے زیادہ قابل احترام ہوتا ہے۔ بعض معاشروں میں موچی، کمہار، لوہار وغیرہ پیشوں سے وابستہ افراد کو پست وحقیر سمجھا جاتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کی رو سے بالکل غلط ہے۔ اگر یہ لوگ بڑے جفاکش بلند اخلاق، مہذب، عبادت گزار اور تقویٰ شعار ہوں تو بالکل قابل احترام ہیں۔ ان میں اور دیگر لوگوں میں کوئی فرق وامتیاز نہیں۔

اسلام کی نظر میں سب برابر ہیں۔ امیر و غریب، اثر رسوخ والے اور بیچارہ، باروزگار و بیروزگار میں امتیاز کا تصور بالکل غلط ہے۔ دین اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے اس طرح کی طبقاتی تقسیم کا کوئی واسطہ نہیں۔ اسلام میں معیارِ فضیلت و برتری صرف تقویٰ ہے۔ اگر کسی خاندان میں پشت در پشت علم دین اور عمل صالح کی روایات چلی آ رہی ہوں تو اس کے افراد کو اپنے اسلافؒ کے اوصافِ تقویٰ و تدین سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا ہوگا، ورنہ وہ ہرگز قابل تعظیم نہیں؛ کیونکہ محض کسی بزرگ و عالم کی اولاد ہونے کے ناطے کوئی بھی شخص امتیازی سلوک کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ دین رحمت اسلام میں ایک سیاہ فام حبشی اگر اچھے اعمال بجا لاتا ہے تو وہ دنیا بھر کے برے انسانوں کے مجموعے سے بدرجہا بہتر ہے۔ رحمت کائنات ﷺ فداہ روحی کا ارشاد گرامی ہے: ''**لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأبيض على أسود ولا لأسود على أبيض إلا بالتقوىٰ**'' [مسند أحمد عن أبي نضرة عمن سمع خطبته ح: ۲۲۳۹۱، مجمع الزوائد] ''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں الا یہ کہ وہ بندہ متقی ہو۔''

بتانِ رنگ و خون کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی نہ افغانی

دین رحمت اسلام میں جو حقوق شاہ کو حاصل ہیں وہ گدا کو بھی حاصل ہیں۔ جو مقام عربی کو حاصل ہے وہی مقام غیر عرب کو بھی حاصل ہے۔ جس سلوک کا مستحق امیر ہے اسی برتاؤ کا حقدار غریب بھی ہے۔ اسلام واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے: ''**اسمعوا وأطيعوا وإن استعمل عليكم عبد حبشي كأن رأسه زبيبة**'' [صحيح البخاري باب السمع والطاعة عن أنس، ابن ماجه باب طاعة الإمام] یعنی اگر مسلمانوں پر کتاب و سنت کا نظام نافذ کرنے والا حکمران عربی نہ ہو حبشی ہو، آزاد نہ ہو غلام ہو، سمارٹ نہ ہو بلکہ اس کا سر کشمش کے دانے کی طرح پچکا ہوا ہو پھر بھی اس کا حکم توجہ سے سننا اور اس کی اطاعت کرنا فرض ہے؛ کیونکہ درحقیقت کتاب و سنت کے مطابق حکم دینے والے کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری ہے۔ لہٰذا کسی حکمران کی جسمانی، ذاتی، خاندانی، لسانی یا علاقائی حالت قرآن مجید اور حدیث شریف پر عمل میں آڑے نہیں آنا چاہیے۔

اسلام قوم، وطن، رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر باہمی جنگ و جدل کو حرام قرار دیتا ہے۔ حق اور باطل کے علاوہ کسی بھی بنیاد پر ہونے والی تفرقہ بازی کی جاہلانہ عصبیت کو مسترد کرتا ہے۔ رسالت مآب ﷺ کا فرمان ہے:

"ليس منا من دعا إلى عصبية وليس منا من قاتل علىٰ عصبية وليس منا من مات علىٰ عصبية" [أبو داؤد باب في العصبية عن جبير بن مطعم] "جو شخص تعصب کی طرف دعوت دے وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو کوئی تعصب کی بنیاد پر جنگ لڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے، جو آدمی تعصب کرتے کرتے مرجائے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔"

دیکھیے! حضرت صہیب رومی ؓ اور بلال حبشی ؓ دولت ایمان سے مالا مال ہونے سے پہلے غلامی کی وجہ سے معاشرے میں پست وحقیر تھے۔ لوگوں کے دل میں ان کی کوئی وقعت نہ تھی۔ تاہم انہوں نے جب دین اسلام کو اعماقِ قلوب میں بسایا تو انہیں بلند ترین مقام حاصل ہوا کہ بلال ؓ کے قدم زمین پر پڑتے تھے تو اس کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عمر فاروق ؓ کی نمازِ جنازہ کی امامت صہیب ؓ کے حصے میں آئی۔

جبکہ قریشی سردار، معزز، دولت مند اور حسین وجمیل ہونے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے کافر چچا کے ہاتھ ﴿تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ﴾ [اللهب ۱] کے سوا کچھ نہ لگا۔

حسن ز بصرہ، بلال از حبش، صہیب از روم
ز خاکِ مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

اسلامی تعلیمات کی رو سے تمام بنی نوع انسان دو جماعتوں میں تقسیم ہوتے ہیں: "حزب اللہ اور حزب الشیطان" حزب اللہ کے لیے اس کے ایمان خالص اور عمل صالح کی وجہ سے سعادت دنیا وآخرت اور فلاح وکامرانی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ ﴿اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰہِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴾ [المجادلة ۲۲] جبکہ حزب الشیطان کے لیے بدبختی وذلت اور ناکامی ونامرادی کے سوا کچھ نہیں۔ ﴿اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ﴾ [المجادلة ۱۹]

لہٰذا انسانی تفریق وتقسیم، رنجش ودوستی کا معیار یہی کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہے۔ خلوصِ دل سے کلمہ پڑھنے والے تمام ﴿اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ﴾ [الحجرات] کے مطابق ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اگر ایک باپ کلمہ گو نہیں ہے تو مسلمان بیٹے کو اس سے دنیاوی سلوک کے علاوہ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے اپنے کافر باپ اور سیدنا عمر فاروق نے اپنے کافر ماموں عاص بن ھشام کو جنگ میں موت کے گھاٹ اتار کر ثابت